مقالات احسان

مولانا عبدالعزیز پرہاڑویؒ

......حیات وخدمات......

مقالہ نگار

مفتی احسان الحق

فاضل ومتخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ اشرف المدارس گلستان جوہر کراچی

مولانا عبدالعزیز پرہاڑویؒ

......حیات وخدمات......

نام ونسب:

حضرت علامہ اپنی تصنیف ''الزمرد'' کے ص:۳۰ پر اپنے نام اور نسب کے متعلق لکھتے ہیں:

''ابوعبدالرحمٰن عبدالعزیز بن ابی حفص احمد بن حامد القرشی''۔ (۱)

موصوف کے والد محترم متقی، صوفی اور بعض علوم شریعہ کے عالم تھے، علم ریاضی میں انہیں خاص درک تھا۔ (۲)

موصوف کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا، کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان ''کابل'' سے ''پنجاب'' آیا تھا، لیکن ان کے نزول کی حتمی تاریخ معلوم نہیں ہوسکی۔ (۳)

تاریخ ولادت، جائے ولادت:

حضرت علامہ مرحوم کے سن پیدائش اور جائے پیدائش میں مؤرخین کا کافی اختلاف ہے، بعض نے سن پیدائش ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء، بعض نے ۱۲۰۷ھ اور بعض نے ۱۲۰۹ھ کہا ہے، اسی طرح جائے ولادت میں بعض نے ''احمد پور شرقیہ''، بعض نے علاقہ ''غزنہ'' (مضافاتِ افغانستان) اور بعض نے ''پرھاڑ'' نامی بستی کہا ہے، اور تیسرا قول راجح ہے۔ (۴)

بستی ''پرھاڑ'' کا محل وقوع اور آب وہوا:

موصوف اپنی کتاب ''الزمرد'' میں لکھتے ہیں:

"بيرهيار" - جعلها الله دار القرار - ، وهو موضع عذب الماء ، طيب الهواء ، بقرب الساحل الشرقي لنهر السند من مضافات قلعة أدّو على نحو أربعة وعشرين ميلا من دا ر الأمان ملتان إلى المغرب مائلا إلى الشمال ". (۵)

ترجمہ: ''بستی پرھاڑ میٹھے پانی اور خوشگوار ہواء کی حامل بستی ہے، جو کوٹ اڈّو کے مضافات میں دریائے سندھ کے مشرقی ساحل کے قریب ملتان سے ۲۴ رمیل دور شمال مغربی جانب واقع ہے''۔

ابتدائی تعلیم اور اساتذہ:

موصوف کے بچپن کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہوسکے، جس کے تین اسباب کی طرف ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (پروفیسر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان) نے اشارہ کیا ہے۔

۱:......علامہ ایسے پسماندہ علاقہ میں رہائش پذیر تھے، جہاں نہ اہل علم کو اور نہ ان کی سوانح کو اہمیت دی جاتی تھی۔

۲:......ان کا نہایت کم عمری میں انتقال ہوگیا تھا۔

۳:......موصوف کی بود وباش جس علاقے میں تھی، وہاں چاروں طرف ان کے حاسدین تھے، جو ہر وقت ان کی تحقیر وتذلیل میں لگے رہتے، اور یہی ان کی تالیفات کے ضیاع کا سبب بنا۔ (۶)

ڈاکٹر ظہور صاحب کی یہ باتیں ہمیں چند وجوہات کی بناء پر نا قابل قبول ہیں:

۱:......مرحوم کا زمانہ علم دوست زمانہ تھا، جس میں وقت کا ولی عہد شاہ نواز ان سے کتب لکھنے کی فرمائش کرتا ہے، اور بہت سی سوانح عمریاں اس دور کی یادگار ہیں، جب کہ ڈاکٹر صاحب کے قول کے مطابق علماء اور ان کی سوانح سے عدم اعتناء کا زمانہ تھا۔

۲:......دوسری بات جو ڈاکٹر صاحب نے کم عمری کی لکھی، یہ امر بھی راقم کو ہضم نہیں، اس لئے کہ تاریخ ایسے حضرات سے بھری پڑی ہے کہ ان حضرات کا نہایت کم عمری میں انتقال ہوا اور ان کی سوانح عمریاں آج ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

۳:......اور تیسرا سبب تو انسان کی شہرت کا ذریعہ ہے، نہ کہ اُسے پردۂ خفاء میں بھیجنے کا، خصوصاً جب محسود سلسلۂ چشتیہ کا پیر طریقت اور عارف باللہ بھی ہو، اور محاورہ ہے: ''**تعرف الأشياء بأضدادها**''۔

راقم کے خیال میں علامہ مرحوم کی سوانح کی عدم دستیابی مرحوم کی وہ للّٰہیت ؟ اور تقویٰ تھا، جس کی وجہ سے وہ شہرت اور ناموری سے کوسوں دور بھاگتے تھے، اور ان کے علم کے ضیاع کا سبب یہ ہوا کہ اُنہیں ایسے شاگرد نصیب نہیں ہوئے، جو ان کے علوم کو آگے پھیلا سکیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے متعلق خود حضرت ابو ہریرہؓ (جو ایک کثیر الروایۃ صحابی ہیں) سے منقول ہے کہ ان کے پاس مجھ سے زیادہ حدیثیں تھیں، مگر ان کی کثرت عبادت اور ذی استعداد طلبہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کی صرف ۷۰۰ احادیث منقول ہیں، جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات ۵۳۷۴ ہیں، اور لیث بن سعد کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضرت امام مالکؒ سے زیادہ فقیہ تھے، مگر اُنہیں شاگرد ایسے میسر نہ ہوئے، جو ان کے علم کو مدوّن کر سکیں۔ (۷)

اور اسی طرح ہمارے استاد محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب - **أطال اللّٰہ بقاء ہ ومتعنا اللّٰہ بعلومہ، آمین** - نے اپنے مقالے (بنام مولانا انور شاہؒ) میں علامہ ابن الھمامؒ (۸۶۱ھ) کا ایک قول نقل کیا ہے، جو انہوں نے علامۃ الدہر شیخ محمد بن محمد الشد الی (۷۶۲ھ) کے متعلق کہا تھا: ''**ھذا الرجل لاینتفع بکلامہ ولا ینبغی أن یحضر درسہ إلا حذّاق العلماء**''۔ (۸)

یہی قول یہاں بھی صادق آتا ہے، کیونکہ خود مصنِّف اور مصنَّف اس بات کی گواہی دیتے ہیں، مصنِّف تو اپنی مصنَّف کے بارے میں لکھتے ہیں: ''**فإن لنا مؤلفات کثیرۃ فیما ذکرنا، ولکن لم نجد من یفھمھافضلا عن من یستحسنھا**''۔ (۹)

اور یہی وجہ ہے کہ مرحوم پر پی، ایچ، ڈی، کرنے والے حضرات میں سے کسی نے بھی ان کے شاگردوں کی فہرست تو در کنار ایک شاگرد کا نام بھی نہیں گنوایا۔

اساتذہ:

موصوف کے صرف تین اساتذہ کا علم ہوسکا ہے:

۱:......موصوف کے والد حافظ احمد صاحب۔ (۱۰)

۲:......حافظ جمال اللہ ملتانی (المتوفی: ۱۲۲۶ھ/ ۱۸۱۱ء)۔ (۱۱)

۳:......حضرت محبوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی چشتی (۱۲۱۵ھ)۔ (۱۲)

اول الذکر سے صرف قرآن مجید حفظ کیا، اور بعض ابتدائی کتب اور علم الحساب حاصل کیا۔ (۱۳)

اس کے بعد تقریباً دس سال کی عمر میں اپنی بستی سے رخت سفر باندھا اور حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ (المتوفی: ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۳۰ء) کے خلیفہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی چشتیؒ کی خدمت میں پہنچ کر بقیہ علوم وفنون ان سے حاصل کئے۔ (۱۴) اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: موصوف کے علم کا یہ شرف اُنہیں اول تا آخر حضرت خواجہ خدا بخش کی شاگردی میں نصیب ہوا۔ (۱۵)

موصوف اور ملاقاتِ حضرت خضر علیہ السلام:

بعض حضرات نے حضرت مرحوم کی تمام علوم وفنون پر دسترس کو دیکھ کر کہا کہ ان کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ مرحوم نے ان سے اپنی غباوت کا اظہار کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی۔ یہ اسی دعا کا نتیجہ وثمرہ تھا کہ انہیں ۲۷ علوم میں کمال حاصل تھا، جس کی تصریح خود انہوں نے بھی کی ہے۔ (۱۶)

مگر اس واقعہ کا انکار علامہؒ اپنی زندگی میں ہی کر چکے تھے، چنانچہ ایک واقعہ لکھا ہے: ''ایک موقع پر حضرت پرہارویؒ کے ایک ہم مکتب نے ان سے سلطان المشائخ خواجہ خدا بخش کی موجودگی میں پوچھا: ''تمہیں خضر علیہ السلام مل گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں، جس میں آپ کو مہارت حاصل نہ ہو؟''۔

مولانا پرہارویؒ نے حضرت خواجہ خدا بخشؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''ان کی موجودگی میں مجھے کسی خضرؑ کی ضرورت نہیں''۔ (۱۷)

اور تاریخ میں یہ بات ثبت ہے کہ حضرت خواجہ خدا بخشؒ کا انتقال ۲ / صفر ۱۲۱۵ھ کو ہوا ہے، اور تقریباً ۱۲/ سال پیشتر صاحب ترجمہ اس دار فانی کو داغِ مفارقت دے گئے تھے، یعنی جب تک حضرت پرہارویؒ زندہ تھے، انہیں حضرت خضر علیہ السلام کی ضرورت نہیں پڑی۔

اسی طرح یہ بھی لکھا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی غباوت کی شکایت اپنے استاذ وشیخ حافظ جمال اللہ چشتی سے کی، ان کی دعا کی برکت سے علم وحکمت کے دروازے آپ پر کھل گئے۔ غالبًا اسی واقعہ کی طرف انہوں نے اپنے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے:

علم ایشاں نظری و کسبی بود
علم ما اشراقی و وھبی بود
من کیم امداد فضل ایزد است
بعد ازاں فیض نبی و مرشد است (۱۸)

حضرت علامہؒ اور ذوق سخن:

حضرت علامہؒ کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عربی اور فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے، ان کی اکثر کتب کے شروع اور آخر میں ان کا کلام مذکور ہے، جن کا ذکر ان کی تصانیف کے تذکرہ میں آئے گا۔ باقی اس صنف میں مستقل ان کی کسی تصنیف کا ہمیں علم نہیں، البتہ کتاب معدل الصلاۃ میں ان کے ۲۲ اشعار درج ہیں، جس میں وہ علمائے ہند پر کافی برہم دکھائی دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

أيا علماء الهند طال بقاء كم
وزال بفضل الله عنكم بلاء كم
رجوتم بعلم العقل فوز سعادة
وأخشى عليكم أن يخيب رجاء كم
فلا في تصانيف الأثير هداية
ولا في إشارات ابن سينا شفاء كم
ولا طلعت شمس الهدى من مطالع
فأوراقها ديجوركم لاضياء كم
وما كان شرح الصدر للصدر شارحا
بل ازداد منه فى الصدور صداء كم
وبازغة لاضوء فيها إذا بدت
وأظلم منها كالليالى ذكاء كم
وسلّمكم مما يفيد تسفّلا
وليس به نحو العلو ارتقاء كم
فما علمكم يوم المعاد بنافع
فيا ويلتى ماذا يكون جزاء كم
أخذتم علوم الكفر شرعا كأنما
فلاسفة اليونان هم أنبياء كم
مرضتم فزدتم علة فوق علة
تداووا بعلم الشرع فهو دواء كم
صحاح الحديث المصطفى وحسانه
شفاء عجيب فليزل منه داء كم (۱۹)

فارسی نمونۂ کلام:

روزے کہ نظر در ساعت طامع گردد
روزے کہ موافق ہمہ واقع گردد
باسعد نکو کن وبا نحس بدی
تا عملہائے تو نافع گردد (۲۰)

اس کے علاوہ موصوف نے ایک کتاب ''الإيمان الكامل'' عقائد پر فارسی نظم میں لکھی ہے۔ (۲۱)

علامہ پرہاڑویؒ علماء ومحققین کی نظر میں:

ا:......نبراس کے محشّی مولانا محمد برخوردار صاحب لکھتے ہیں:

''هذه تعليقات على مواضع متفرقة من كتاب النبراس للحافظ العلامة والحبر الفهامة حامل لواء الشريعة محقق المسائل الاعتقادية صاحب تصانيف الجلية كالياقوت...... مولانا عبد العزيز الفرهاروى كان محدثا، مفسرا، جامعا للمعقول

والمنقول، ماهرا للفروع والأصول.''۔[۲۲]

۲-علامہ عبدالحیٔ لکھنوی (۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

''الشيخ العالم المحدث عبد العزيز بن أحمد بن الحامد القرشي الفريهاري الملتاني أبوعبد الرحمن كان من كبار العلماء، له مصنفات كثيرة في المعقول والمنقول.''۔[۲۳]

۳:......امام المحدثین، نجم المفسرین، زبدۃ المحققین، مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ (متوفی: ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں:

''هو العلامة الكبير بل ذو الشان العظيم، نادرة الزمان، سلطان القلم والبيان، كان آية من آيات الله بلا فرية ونادرة من نوادر الدهر بلامرية.

هيهات لايأتي الزمان بمثله

إن الزمان بمثله لبخيل

داهية من الدواهي، وباقعة من البواقع، كم من عوارف هو ابن بجدتها، وكم من فنون هو أبو عذرتها، وإن أقسم أحد أن أرض إقليم فنجاب من باكستان لم يولد فيها مثله منذ خلق الله هذه الأرض ودساها لكان بارا حسب ما نعلم من التاريخ.''۔[۲۴]

۴:......شیخ عبدالفتاح ابوغدہ (متوفی: ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) لکھتے ہیں:

" العلامة النابغة الشيخ عبد العزيز الفرهاروي الهنديؒ ذو التآليف المحققة". [۲۵]

تصانیف:

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے ہر علم وفن میں تصنیف کی۔

لکھتے ہیں: ''صنّف كتبا في كل فن ما يحير الألباب''۔[۲۶]

اور موصوف خود لکھتے ہیں: ''فإن لنا مؤلفات كثيرة''۔[۲۷]

حضرت علامہؒ علوم ظاہری وباطنی میں یگانہ روزگار تھے، علماء وفقراء سے بے حد الفت کرتے، مطالعہ میں بڑا انہماک تھا، رشد وتدریس کے سلسلے کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا ذوق کامل بھی رکھتے تھے۔[۲۸]

کم قسمتی سے آپ کی اکثر کتب حوادثات زمانہ کی نذر ہوگئیں، ان کی چند تصانیف مطبوعہ ہیں، اوران کی طرف منسوب بعض کتب کے ناموں کی بازگشت چلی آرہی ہے، چند مطبوعہ تصانیف کا تعارف حسب ذیل ہے:

ا:...... السلسبيل :

کتاب کے سرورق پراس کا پورا نام ''السلسبيل في تفسير التنزيل'' لکھا ہے، یہ کل ۲۹ پاروں کی تفسیر ہے، جسے کاتب عبدالتواب نے ۶/ذوالقعدہ بروز جمعرات ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں لکھا۔

کتاب کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

''باسمك مصلياً ومسلماً وآله وأصحابهؓ''۔

اورآخراس طرح ہے:

"وهذا قيل: (في الدنيا)، اركعوا (صلوا) بعده (بعد القرآن)".

اس کے بعد کاتب مرحوم لکھتے ہیں:

''إلىٰ هنا وجد التفسير، ولعله لم يتيسر للمصنف إتمامه لدرك الموت أو لغيره، والله أعلم".

اس کتاب کی ڈاکٹر شفقت اللہ خان نے تحقیق کرکے جامعہ پنجاب، لاہور سے پی، ایچ، ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

۲:......الصمصام:

کتاب کے سرورق پراس کا پورا نام ''الصمصام في أصول تفسير القرآن'' درج ہے، جبکہ علامہ عبدالحیٔ لکھنویؒ کی تصریح کے مطابق یہ تاویل کی مذمت پر ہے۔[۲۹]

اس کی کتابت عظمت اللہ صاحب نے بروز ہفتہ ۱۸/رجب/ ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء کو مکمل کی، درمیان میں یہ رسالہ ناقص ہے۔

یہ رسالہ موصوف کی کتاب ''نعم الوجیز'' کے حاشیہ پر مکتبہ سلفیہ محلّہ قدیرآباد ملتان سے شائع ہوا تھا، سن طباعت درج نہیں۔

۳:......نعم الوجیز:

یہ کتاب بروز جمعہ ۱۷رصفر ۱۲۳۶ھ/ ۲۲رنومبر ۱۸۲۰ء کو مکمل ہوئی۔

اس کا پورا نام کتاب کے سرورق پر یوں درج ہے: ''**نعم الوجیز فی البیان والبدیع**'' جبکہ اسی کتاب کے دوسرے صفحہ پر خود مصنف لکھتے ہیں: ''**نعم الوجیز فی إعجاز القرآن العزیز**''۔

یہ کتاب مکتبہ سلفیہ محلّہ قدیرآباد ملتان سے شائع ہوئی تھی، سن طباعت درج نہیں۔

اس کتاب کی سن ۱۹۹۲ء میں حبیب اللہ صاحب نے تحقیق کر کے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی، پھر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اس میں ایک قیمتی مقدمہ کا اضافہ کیا، اور ۱۹۹۴ء میں ''**المجمع العربی الباکستانی**'' نے شائع کی۔

۴:......السر المکتوم مماأخفاه المتقدمون:

علامہ روحانی بازیؒ نے اس کا نام ''**السر المکتوم فی علم النجوم**'' لکھا ہے۔(۳۰) جبکہ مطبوعہ کتاب کے سرورق پر وہی نام ہے جو ہم نے لکھا ہے۔

یہ کتاب ''العزیز اکیڈمی'' کوٹ ادو، ضلع مظفرگڑھ نے ''رسالۃ الاوفاق'' کے ساتھ غالباً ۱۳۹۷ھ میں شائع کی۔

۵:......رسالة الأوفاق:

یہ رسالہ علم نجوم پر ہے، ۴رصفر ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۸۸ء بروز اتوار، وقتِ زوال اس کی تصنیف سے مصنف فارغ ہوئے۔

شاید کہ یہ رسالہ مصنف کے رسالہ فی فن الالواح کی تلخیص ہے، جسے ڈاکٹر شریف سیالوی صاحب نے ان کا رسالہ شمار کیا ہے۔(۳۱)

اس میں مصنف لکھتے ہیں:

''**أما بعد! فهذا تلخيص من الألواح......**''.

۶:...... الزمرد الأخضر:

اس کا پورا نام ''**الزمرد الأخضر ویاقوت الأحمر**'' ہے۔

چنانچہ دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں:

'' **وبعد! فهذا زمرد أخضر وياقوت أحمر، ينور العيون ويفرح المحزون......**''.

اور یہ کتاب ان کی اپنی تصنیف ''**الإکسیر**'' کی تلخیص ہے، جس کی صراحت وہ تیسرے صفحہ پر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**وتعجلت إلى مختصر ملخص من معالجات الإكسير......**''.

یہ کتاب انہوں نے ایک مہینہ میں لکھی ہے۔

تیسرے صفحہ پر لکھتے ہیں:

''**وكان هذا في شوال سنة ثمانية وعشرين ومئتين وألف هجرية**''. (۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء)

اور ص: ۱۳۵ پر لکھتے ہیں:

''**هذا ما تيسر من الرسالة، على حسب العجالة، في شهر ذي القعدة من سنة الثمانية وعشرين ومئتين وألف هجرية (۱۲۲۸ھ)**''.

یہ کتاب ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور، مطبع رفاہ عام بابو نور الحق کے اہتمام سے "عنبر أشهب" رسالہ کے ساتھ طبع ہوئی۔

۷:...... عنبر أشهب:

یہ رسالہ علم طب میں ہے، اسے مصنف نے ۱۲۳۴ھ ۱۸۱۷ء ربیع الاول، وقت عصر مکمل کیا، اور اُسے تین ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ باب اول میں نظریات وکلیات کی بحث کی ہے، باب ثانی معالجات میں ہے اور باب ثالث میں ادویات کا ذکر ہے۔

۸:......الناهية عن طعن أمير المؤمنين معاويةؓ:

حضرت معاویہؓ کے دفاع میں لکھی ہے۔

علامہ روحانی بازی رحمہ اللہ نے [۳۲]، اور مولانا لکھنویؒ نے [۳۳]، اور مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا والے نے [۳۴] اس کتاب کا نام: ''الناهية عن ذم معاويةؓ'' لکھا ہے۔

حالانکہ خود مصنف حمد وصلاۃ کے بعد لکھتے ہیں:

''فيا صاح!خذ "الناهية عن طعن أمير المؤمنين معاويةؓ''.

یہ کتاب رمضان المبارک، نماز جمعہ کے وقت ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۷ء مکمل ہوئی۔

یہ کتاب پہلے ادارۃ الصدیق ملتان سے شائع ہوئی، اس کے بعد ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء میں استنبول ترکی سے چھپی، پھر اسی کتب خانے نے ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء دوبارہ شائع کی۔

۹:...... مرام الكلام فی عقائد الإسلام:

عربی زبان میں عقائد پر تصنیف ہے، اس کتاب کا ایک خطی ناقص نسخہ، ۲۴ اوراق پر مشتمل فی صفحہ ۳۱ سطور، خط نستعلیق، سندھ آرکائیوز کے کتب خانہ کے خزانہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ میں موجود ہے، جس کی کتابت عبداللہ سندھی ولہاری نے فاضل شمس الدین کے مدرسہ بہاولپور میں ۱۲۹۹ھ میں ان کے نسخے سے مکمل کی، اورانہوں نے مؤلف کے نسخے سے کی۔

۱۰:...... معجون الجواهر:

یہ مصنف نے اپنی کتاب ''اليـــاقـوت'' کی تلخیص کی ہے، جناب خورشیدہ صاحبہ نے اس مخطوط کی تحقیق ودراسہ کر کے ۱۹۹۸ء میں جامعہ پشاور سے ایم، اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

۱۱:......كوثر النبیؐ:

اُصول حدیث پر نہایت عظیم الشان کتاب ہے، اس کا پورا نام ''كوثر النبیؐ وزلال حوضه الروی'' ہے، جیسا کہ مصنف نے لکھا ہے:

''أمّا بعد ! فهذا كوثر النبی وزلال حوضه الروی، أطيب من المسک الأذفر ، وأحلى من العسل والسكر ،أعده ليوم الحساب وأرجو منه جزيل الثواب''.

اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ اصول حدیث اور دوسرا موضوعات اور اسماء الرجال سے متعلق ہے۔[۳۵]

دوسرے حصہ کے متعلق مولانا روحانی البازیؒ لکھتے ہیں: ''وأسماء الرجال وهو كتاب عجيب طبع فی سنة ۱۳۸۳ ھ۔

فی الحال راقم کو صرف پہلا حصہ میسر ہے، جس کی انتہاء شہادت اور روایت میں دس (۱۰) فرق بیان کرنے پر یوں کرتے ہیں:

" التاسع : لا تقبل شهادة المحدود فی القذف وتقبل روايته، وهذا كل ما ذكرناه فی الأشباه والنظائر من الفقه الحنفی ، العاشر: لا يقبل شهادة الأعمى وتقبل روايته''.

حصہ اول مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال فوارہ چوک ملتان سے ''مناظرة الجلی فی علوم الجميع'' کے ساتھ ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء کے اوائل میں چھپی۔

مصنف نے یہ کتاب ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۱۰ء میں لکھی، اس نسخہ میں اغلاط بہت ہیں۔

۱۹۹۴ء میں حمیدہ مظہر صاحبہ نے اس کتاب کی تحقیق ودراسہ کر کے جامعہ پنجاب سے پی، ایچ، ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

اس کتاب کے چند نسخے پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں ہیں، جن میں خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، کتب خانہ پیر جھنڈو سندھ اور مکتبہ شیخ الحدیث محمد یاسین صابر ملتان شامل ہیں۔ اور اس کا ایک ناقص مخطوط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے کتب خانہ میں ہے، اس کے کاتب عبداللہ ولہاری نے اسے ۱۲۸۳ھ میں لکھا۔

اس کتاب کے نسخے پاکستان کے علاوہ ''مركز الملک فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية، المملكة العربية السعودية الرياض ''اور'' مركز جمعة الماجد دبی ''میں بھی ہیں۔

اس کتاب کا اختصار محمد جی نامی کسی شخص نے کیا ہے، اور اس کا نام ''منتخب كوثر النبی ''رکھا ہے، اس کا خطی نسخہ جامعہ پنجاب میں ہے۔

۱۲:......مناظرة الجلی فی علوم الجمیع:

یہ موصوف کے معاصر شیخ احمد دیروی کی طرف سے کئے گئے چھ سوالات مع جوابات اور پھر حضرت شیخ کی طرف سے ان پر کئے گئے اشکالات پر مشتمل ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔

مولانا موسیٰ روحانی بازیؒ نے اپنی کتاب ''بغیة الکامل''میں پورا رسالہ نقل کیا ہے، اوران کے بقول یہ رسالہ مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ کے پاس موجود قلمی نسخہ سے لیا ہے۔(۳۶)

۱۳:...... النبراس:

یہ کتاب ۱۲۳۹ھ میں لکھی، کہا گیا ہے: اس تصنیف کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہے، اوراس تصنیف کے متعلق لکھا گیا ہے: عقائد پران کی کتاب ''النبراس''اس وقت بھی جامعۃ الازہر کے نصاب میں داخل ہے، جواس وقت دنیا کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی تسلیم کی جاتی ہے، مولانا عبدالعزیزؒ کی یہ تصنیف ایک زندہ وجاوید کتاب کی حیثیت سے آج تک باقی ہے۔(۳۷)

اس کتاب کے شروع میں مصنف نے ۱۶۹ اشعار کی طویل نظم کہی ہے، جس میں براعت استہلال کی رعایت کے ساتھ، شرح لکھنے کی وجہ اور طرز تحریر وغیرہ بیان کی ہے، لکھتے ہیں:

أسبحک اللہ ثم أهلل
وإنک أعلی کل شئ وأکمل
وأنت القدیم الدائم الفرد واحد
تدوم علی کل مجد لاتتحول
وبعد من أن یدرک الغفل ذاته
ومظهر عن کل ما یتخیل
سمیع بصیر عالم متکلم
قدیر مریدا واجب الذات أول

کچھ اشعار کے بعد وجہ تصنیف اور طرز ذکر کرتے ہیں:

وبعد فهذا شرح شرح عقائد
یحلل منه ما کان یشکل
وقد کتب الأعلام فی کشف سره
حواشی تفشی سره وتفصل
ولکننی حاولت تسهیل فهمه
علی المبتدی وهو المعین المسهل
وطولت والتطویل لم یک عادتی
لما أنه للمستفیدین أسهل
وکم نکتة أوردتها لغرابة
ولیس فی ساحة الشرح مدخل

کتاب کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وسمیته نبراس إذ هو نیر
وفی لیلة الظلماء یهدی ویوصل

کتاب کے اختتام پر ۱۸۳ اشعار پر ایک طویل نظم کہی ہے، جس کے آخری چند اشعار نذر قارئین ہیں:

وصل علی خیر البرایا محمد
کریم السجایا لاتعد فضائله

وأصحابه الأخيار طرا وآله

وسلم بتسليم يجود هوا طله

اس شرح کو القسطاس حاشیہ کے ساتھ مطبع خضر مجتبائی شہر ملتان نے شائع کیا تھا، یہ نسخہ کثیر الاغلاط ہے۔

اس کتاب کا ایک خطی نسخہ مدرسہ شمس العلوم، واں بھچراں میانوالی میں ہے، جس کی کتابت گل محمد سندھی صاحب نے ۱۳۰۹ھ میں کی (۳۸)، اور ایک ناقص نسخہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے کتب خانہ میں بھی ہے۔ (۳۹)

۱۴:......رسالة فی رفع سبابة (منظومة):

یہ رسالہ ''نزھۃ الخواطر'' اور ''کتاب معدل الصلاۃ'' میں کچھ اشعار کے فرق کے ساتھ منقول ہے۔

''کتاب معدل الصلاۃ'' میں اشعار اس طرح ہیں:

حمدا لک اللّٰھم حمدا سرمدا

وعلی محمدک السلام مؤبدا

وعلی صحابته الکرام جمیعھم

والعترة الأطھار دام مخلدا

عبد العزیز یقول نظما فاتبعوا

حکما صحیحا بالحدیث مؤیدا

أن الإشارة سنة مأثورة

فاعمل بھذا الخبر حتی ترشدا

بحدیث خیر الخلق صح بیانه

قد جاء عن جمع الصحابةؓ مسندا

وبالاتفاق عن الأئمة کلھم

کأبی حنیفة صاحبیه وأحمدا

والشافعی ومالک فاتبعھم

إذ من یخالفھم فلیس بمقتدی

اس کے آخری اشعار یہ ہیں:

قلنا له إن التردد باطل

إذ مذھب التحریم لیس مؤیدا

وأدلة استحبابھا لک قد بدت

کالشمس مشرقة فلاتترددا

ھذاک تلخیص المقالة مجملا

ولنا کتاب مستقل مفردا

۱۵- البنطاسیا:

اس کی ابتداء ان اشعار سے ہوتی ہے:

یاذا الجلال الأعظم المترفع

والکبریاء الأکبر المتمتع

یارب! قد صنف علما وفرا

والعون منک وإننی أدعی

فاحفظ بحفظک کلما صنفته

فی حرزک المأمون غیر مضیع

وانشـره فـی أهـل الـعـلـم مـعـطـرا
ومـفـرحـا مثـل الشـذی الـمتضـوع

۱۶:...... تعلیقات علی تهذیب الکلام للتفتازانیؒ:

اس کی ابتداء ان اشعار سے ہوتی ہے:

فـردت یـا مـن یستحیـل مثـالـه
ولا یتـنـاهـی مـجـده وجـلالـه
وأخـرس نـطـق الـواصـفیـن نعوتـه
وأبـر عیـن الـنـاظـریـن جمـالـهٔ

۱۷- حب الأصحابؓ ورد الروافض:

اس کی ابتداء ان اشعار سے ہوتی ہے:

تبـارک رب الـعـرش جـل جـلالـهٔ
جـواد عـظـیـم الـمـن عـم نـوالـه
فـلـم یـرجـه راج فـخـاب رجـاؤهٔ
ولـم یـدعـه داع فـرد سـوالـهٔ

یہ تینوں کتابیں مخطوط ہیں۔ (۴۰)

مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ مصنف کی درج ذیل تصانیف کا بھی پتہ چلتا ہے:

۱۸:......سدرة المنتهی۔ ۱۹:......الإیمان الکامل (فارسی میں)۔

۲۰:......الحاشیة العزیزیة، منطق کے متن ایساغوجی پر ہے، ڈاکٹر شریف صاحب کے بقول یہ مخطوط ہے۔ (۴۱)

۲۱:......الإکسیر، تین جلدوں میں ہے، ڈاکٹر شریف صاحب کے بقول یہ مخطوط ہے۔ (۴۲)

۲۲:...... التریاق، عربی زبان میں ۱۲۳۷ھ میں لکھی، ڈاکٹر شریف صاحب کے بقول دو جلدوں میں ہے۔ (۴۳)

۲۳:......فرھنگ مصطلحات طبیۃ، یہ کتاب فارسی میں ہے، اور مذکورہ تینوں کتابیں طب میں ہیں۔

۲۴:...... الیاقوت، عربی میں تقلید کی مذمت پر ایک رسالہ ہے۔ ۲۵:...... العتیق۔

۲۶:......الدر المکنون، ڈاکٹر شریف صاحب نے اس کا پورا نام یہ لکھا ہے: ا لدر المکنون والجوهر المصو ن۔ یہ کتاب مخطوط ہے۔

۲۷:......الأوقیانوس۔

۲۸:...... الیواقیت فی علم المواقیت۔ ۲۹:......رسالة فی الجفر۔

۳۰:......سیر السماء، ڈاکٹر شریف صاحب کے بقول یہ مخطوط ہے (۴۴)، علامہ روحانی اور سیالوی صاحب نے اس کا نام ''سر السماء'' لکھا ہے۔ (۴۵)

۳۱:...... تسهیل السیارات۔

۳۲:...... الیاقوت، اس کتاب کی تحقیق ودراسہ کر کے محمد شریف سیالوی صاحب نے ۱۹۹۴ھ میں پی، ایچ، ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

۳۳:......رسالة فی الکسوف۔

۳۴:...... اللوح المحفوظ، ڈاکٹر شریف صاحب کے بقول یہ تفسیر میں ہے۔ (۴۶)

۳۵:...... منتهیٰ الکمال، ڈاکٹر شریف صاحب کے بقول یہ مخطوط ہے۔ (۴۷)

۳۶:......کتاب الإیمان ، مخطوطه۔

۳۷:......جواهر العلوم، اس میں مختلف علوم کے مختلف مسائل بیان کئے ہیں۔

۳۸:...... أسطرنومیا الکبیر، اپنی اس کتاب کا تذکرہ ''مناظرة الجلی''، ص:۱۰۸ پر کیا ہے۔

۳۹:...... أسطرنومیا الصغیر۔

۴۰:......رسالة فی الخسوف، ان کتابوں کا تذکرہ علامہ محمد موسیٰ روحانی بازیؒ نے کیا ہے۔ (۴۸)

۴۱:......الخصائل الرضية، مطبوعه۔ ۴۲:......رسالة فی السماع ،مخطوطه۔

۴۳:...... التمييز بين الفلسفة والشريعة، مخطوطه۔۴۴:...... رسالة فی فن الألواح، مخطوطه۔

۴۵:......رسالة فی علم المثال، مخطوطه۔۴۶:......رسالة فی رفع السبابة عند التشهد، مخطوطه۔

۴۷:...... شرح حصن حصين، مخطوطه۔ ۴۸:......ماغاسطن فی الرياضية۔

۴۹:...... منطق الطير۔ ۵۰:...... كمال التقويم۔

۵۱:...... تسهيل الصعودة۔ ۵۲:...... الأنموذج۔

۵۳:...... ملخص الإتقان فی علوم القرآن۔ ۵۴:......إعجاز التنزيل فی البلاغة۔

۵۵:......دستور فی العروض والبحور،عربی اور فارسی۔ ۵۶:...... ألماس۔

۵۷:......ميزان فی عروض العرب وقوافيه۔ ۵۸:...... تخمين التقويم فی النجوم۔

۵۹:......رسالة الخضاب۔ ۶۰:......الوافی فی القوافی۔

۶۱:...... التلخيص للمتوسطات فی الهندسة۔ ۶۲:...... تفسير سورة الكوثر۔

۶۳:......رسالة أفعلة۔ ۶۴:......حاشية مدارک۔

۶۵:......صرف عزيزی۔ ۶۶:......نحو عزيزی۔

۶۷:......حاشية صدرا۔ ۶۸:......حاشية شرح جامی۔

۶۹:......غرائب الإتقياء۔ ۷۰:...... تسخی أكبر۔

۷۱:...... أسطرنوميا متوسط۔ ۷۲:......ياقوت التأويل فی أصول التفسير۔

۷۳:...... اليواقيت والمواقيت۔ ۷۴:...... جامع العلم الناموسية والعقلية۔

۷۵:...... عماد الإسلام وعمدة الإسلام۔ ۷۶:...... سلسلة الذهب۔

۷۷:...... كتاب الدوائر۔ ۷۸:......اختصار تذكرة طوسی۔

۷۹:...... كنز العلوم،ان کتابوں کا تذکرہ ڈاکٹر شریف سیالوی صاحب نے کیا ہے۔(۴۹)

۸۰:...... فضائل رضية،اس کتاب میں اپنے شیخ کے ملفوظات ذکر کئے ہیں۔(۵۰)

۸۱:......اليواقيت فی معرفة المواقيت،علامہ عبدالحیؒ نے اس کتاب کا نام ''اليواقيت فی علم المواقيت'' لکھا ہے(۵۱) جبکہ مصنف خود لکھتے ہیں:''وألفنا فيها رسالة سميناها اليواقيت فی معرفة المواقيت''۔(۵۲)

علامہ پرہاڑویؒ کا فقہی مسلک:

بعض حضرات نے موصوف کی سوانح عمری بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:انھوں نے تقلید کا دامن چھوڑ کر فرقہ لامذہبیہ کی چادر تان لی تھی،جیسا کہ علامہ عبدالحیؒ نے لکھا ہے:''وكان شديد الميل إلى اتباع السنة السنية ورفض التقليد''۔(۵۳)

ان کا استدلال موصوف کی اس عبارت سے ہے،وہ ناقل ہیں:''قال فی الياقوت : وبالجملة لايرتاب مسلم فی أن الله سبحانه أمر باتباع رسوله ، فلا نترک اليقين بالشک، ومن لامنا فليلم''۔

یہ عبارت مصنف کے رسالہ''اليـاقوت'' کی ہے،جس کے متعلق لکھنوی صاحبؒ کا یہ خیال ہے کہ یہ رسالہ تقلید کی مذمت میں ہے،اسی طرح موصوف کی کتاب ''كوثر النبی'' کی ایک طویل عبارت کو اپنا مستدل بنایا ہے،لیکن موصوف کی یہ بات کئی وجوہات کی بناء پر درست نہیں ہے۔

پہلی وجہ:

پہلے تو ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ موصوف نے تقلید کی مذمت پر رسالہ لکھا،کیونکہ جس رسالہ''اليــــا قـوت'' کا ذکر علامہ لکھنویؒ صاحب کر رہے ہیں،ان کے علاوہ کسی تذکرہ نگار نے ان کی سوانح میں اس رسالہ کا تذکرہ نہیں کیا۔یاقوت نامی جن کتب کا ہمیں علم ہوسکا،وہ تصنیفات کے ذیل میں آ گئیں ہیں،جن میں سے ایک کتاب ''اليــــاقـوت''،جس کی تحقیق ودراسہ ڈاکٹر شریف سیالوی صاحب نے کیا ہے،ہمیں اس کتاب کے مطالعہ کا اتفاق نہیں ہوا،مگر اس کتاب میں اس طرح کا کوئی مسئلہ ہوتا تو ڈاکٹر صاحب اس کی ضرور گرفت کرتے،حالانکہ ڈاکٹر صاحب اپنے مقالہ میں مولانا کے مسلک کے تحت رقم طراز ہیں:''ورغـم كـونـه عـلـى مذهب أبی حنيفة –

رحمه الله– كانت لديه النزعة القوية إلى الاجتهاد وترك التقليد الأعمى‘‘۔(۵۴)

علامہ ندویؒ نے جس عبارت کو بطور دلیل پیش کیا ہے، وہ ’’كتاب معدل الصلوة‘‘ میں اس طرح درج ہے:

”اختلف الفقهاء فيما يجد المقلد حديثا صحيحا يخالف فتوى إمامه، فعن أبي يوسفؒ محمول على العامي الصرف الذي لايعرف معنى الحديث، وعن أبي حنيفةؒ قيل له: إذا قلت قولا وخبر الرسول يخالفه، قال: اتركوا قولي بخبر الرسول ﷺ وشنع صاحب الفتوحات المكية على من يترك الحديث بقول إمامه وقال: هذا نسخ الشريعة بالهوى مع أن صاحب المذهب قال: إذا عارض الخبر كلامي فخذوا بالخبر، فليس أحد من هؤلاء المقلدين على مذهب إمامه، وليت شعري كيف يترك هؤلاء حديثا صحيحا على زعم أن إمامه أحاط علما بالسنن، فرجع بعضها على بعض مع أن الإحاطة غير معلومة بل يرد على مدعيها قول الأئمة: اتركوا أقوالنا بقول رسول الله ﷺ وبالجملة لايرتاب مسلم في أن الله سبحانه أمر باتباع رسوله، فلانترك اليقين بالشك ومن لامنا فليلم نفسه.“.(۵۵)

اس عبارت میں مرحوم واضح اور صریح حکم میں صرف اپنے امام کے قول کی وجہ سے چھوڑنے کی تردید کر رہے ہیں، نہ کہ مذہب حنفی سے براءت کا اظہار، ورنہ موصوف کا یہ ذکر کرنا کہ:’’ عن أبي حنيفةؒ :قيل له:إذا قلت قولاوخبر الرسول يخالفه؟ قال:اتركوا قولي بخبر الرسول ‘‘ کا کیا مطلب؟ کیا اس سے وہ مذہب حنفی کی تردید کر رہے ہیں؟ نہیں، بلکہ موصوف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مذہب حنفی میں اس کی گنجائش ہے، اسی وجہ سے اپنی عبارت کی ابتدا میں جو اقوال پیش کئے، وہ احناف ہی کے اختلاف سے پیش کئے ہیں، البتہ اس عبارت ’’اتركوا قولي ......‘‘۔ میں احناف کے ایک گروہ کے قول کو علامہؒ نے اختیار کیا، جس سے وہ مذہب حنفی سے نکلے نہیں ہیں۔

دوسری دلیل:

مرحوم نے جو ’’كوثر النبي‘‘ کی عبارت کو دلیل بنایا ہے، ہم اس عبارت کو نقل کرتے ہیں:

”وإلى الله المشتكى من المعاصرين، ومن علمائهم المتعصبين القاصرين، اتخذوا علم الحديث ظهريا، ونبذوا التخريج نسيا منسيا، فأوعظهم ألهجهم بالأكاذيب، وأعلمهم أكذبهم في الترغيب والترهيب، وليس هذا أول قارورة كسرت في الإسلام، بل هذه الشنيعة متقادمة من سالف الأيام، فإن الأبالسة أفسدوا بالوضع والتزوير، فانخدع لهم مدونوا المواعظ والتفسير، ولم يزل خلف يتلقاها من سالف ويهلك بتدوينها تالف بعد تالف، والله الناصر الموفق للمحدثين، وموكلهم عن نفي الكذب في الدين، ولما رأيت هذا العلم منطمسة، ومدارسه بلاقع ومندرسة، أردت تجديد الإظلال، مستعينا بذي الجلال.“.

فن تاریخ کے طالب علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں، کہ علم حدیث کا ارتقاء متحدہ ہندوستان میں کب ہوا، اور اس کے اصول پر کتنے رسائل وکتب منظر عام پر آئے (۵۶)، اس پیرایہ میں مصنف یہ شکوہ وشکایت کر رہے ہیں کہ ہمارے زمانہ کہ علماء نے علم حدیث کو پس پشت ڈال دیا ہے، علم حدیث اور اس کی تخریج کے اصول نسیاً منسیاً ہو چکے ہیں، واعظین وعلماء ترغیب وترہیب کی من گھڑت حدیثیں سناتے ہیں، یہ سب اصول حدیث سے ناواقفی کی بناء پر ہو رہا تھا......۔

کیا اس قسم کے شکوہ کی بناء پر کوئی حنفیت سے نکل سکتا ہے؟ نہیں! بلکہ اس عبارت میں صرف فن حدیث سے بے اعتنائی کا ذکر ہے، نہ کہ فقہ حنفی سے بیزاری کا۔

اب ہم وہ دلائل ذکر کریں گے جن سے موصوف کے حنفی ہونے کی گواہی ملتی ہے۔

پہلی دلیل:

حضرات غیر مقلدین امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تابعیت کا انکار کرتے ہیں، غیر مقلدین کے مشہور عالم میاں نذیر حسین دہلویؒ (متوفی:۱۳۱۰ھ/۱۹۰۲ء) نے اپنی کتاب ’’معيار الحق‘‘ میں امام صاحبؒ کے تابعی ہونے کی تردید کی ہے۔(۵۷)

جبکہ علامہ پرہاڑویؒ ان کی تابعیت کے قائل ہیں، چنانچہ موصوف نے اپنی کتاب ’’كوثر النبي‘‘ میں ان کی تابعیت کے بارے میں اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اختلف في أن الإمام أبا حنيفةؒ من التابعين أوأتباعهم ، الجمهور على الثاني ، والجزريؒ والتوربشتيؒ واليافعيؒ على الأول، وهو الصحيح“.(۵۸)

یہاں امام صاحبؒ کے بارے میں اپنے مؤقف کی تصریح کردی کہ وہ تابعی ہیں۔

دوسری دلیل:

غیر مقلدین حضرات کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں، جیسا کہ صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے۔ (۵۹)

اس کے برعکس علامہ پرہاڑویؒ امام صاحب کو کثیر الحدیث اور چار ہزار اساتذہ سے حدیث کا سماع کرنے والا بتاتے ہیں، چنانچہ موصوف نے لکھا ہے: ''وکان أبوحنیفۃؒ کثیر الحدیث، سمع أربعۃ آلاف رجل......''۔ (۶۰)

تیسری دلیل:

پھر اس پر یہ اعتراض ہوتا کہ کثیر الحدیث تھے تو کثیر الروایۃ بھی ہونے چاہئے تھے، تو اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ مرحوم فرماتے ہیں:

''لاشک أن اللفظ أفضل، ویشبہ أن یکون فی ہذا الزمان واجبا، بضعف معرفۃ أبنائہ بأسالیب الحدیث، وکان المتورعون من السلف یلتزمونہ احتیاطا، ولعلہ السبب فی قلۃ الروایۃ عن أبی بکر الصدیقؓ وإمامنا أبی حنیفۃؒ.''. (۶۱)

دوسری جگہ بعض شافعیہ کے اشکال (کہ حنفیہ اصحاب الرائے اور شافعیہ اصحاب الحدیث ہیں) کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''أن أصحاب ہذا المذہب ''الحنفیۃ'' لم یجمعوا أحادیث مذہبہم: فإن إمامہم کان لایری الروایۃ إلا من الحفظ وکان یتورع الروایۃ بالمعنی، فلم یشتہر عنہ إلا المسند الصحیح.''. (۶۲)

اس عبارت میں اگر غور کیا جائے تو سابقہ اعتراض کے دفعیہ کے ساتھ موصوف نے امام صاحبؒ کی مسند کو صحیح بھی کہا، بلکہ مرحوم کی اپنی کتاب میں اختیار کردہ روش سے پتہ چلتا ہے کہ وہ امام صاحبؒ کی مسند کو صحاح ستہ کے درجہ پر رکھتے ہیں، کیونکہ حدیث ''من مات یوم الجمعۃ وقی عذاب القبر'' کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''رواہ من الصحابۃ أبوہریرۃؓ، وعائشۃ، وجابر، ومن المحدثین أبو حنیفۃ الإمامؒ، و الطبرانیؒ، وأبو نعیمؒ، وأحمدؒ، والترمذیؒ، وابن ماجۃؒ، واللفظ لأبی حنیفۃؒ عن أبی ہریرۃؓ''. (۶۳)

اس عبارت میں پہلے امام صاحب کو انہوں نے محدثین میں شمار کیا، اور پھر جس طرح دیگر حضرات صحاح ستہ سے حدیث اپنی کتاب میں لاتے ہیں، تو مصنف امام صاحبؒ کے الفاظ لائے، بلکہ بات صرف امام صاحبؒ کو محدث اور ثقہ ماننے کی نہیں، بلکہ جہاں کہیں امام صاحبؒ پر کسی نے اعتراض کیا تو اپنی تصانیف میں اس کا جواب بھی دیا، چنانچہ ایک اعتراض جو امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے کیا کہ:

''أخبرنا أبو یحیی السمرقندیؒ قال: حدثنا محمد بن نصر قال: حدثنا أحمد بن عبد الرحمن بن وہب قال: حدثنا عمی، قال: أخبرنی اللیث بن سعد عن یعقوب بن إبراہیم عن النعمان بن ثابت عن موسی بن أبی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن أبی الولید عن جابرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ''من صلی خلف إمام فإن قراءۃ الإمام لہ قراءۃ'' قال أبو عبد اللہ: عبد اللہ بن شداد ہو بنفسہ أبو الولید، ومن تہاون بمعرفۃ الأسامی أورثہ مثل ہذا الوہم.''. (۶۴)

علامہ پرہاڑویؒ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد تین جوابات دیتے ہیں:

''أولا: ویجب أن لاینسب ہذا الوہم إلی الإمامین، بل أملی من بعدہما من الرواۃ.

ثانیا: وقد یجاب باحتمال أن یکون أبو الولید فی الإسناد غیر عبد اللہ المکنی بأبی الولید.

ثالثا: أو بأن یکون قولہ ..عن أبی الولید'' بدلاً بإعادۃ الجار.''. (۶۵)

اور اپنی سب سے آخری تصنیف ''نبراس'' میں بھی امام صاحبؒ کا دفاع کیا ہے، مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ کے تحت کہ جنوں کو رؤیت حاصل ہوگی یا نہیں؟ امام صاحبؒ کا قول نقل کیا ہے:

''لارؤیۃ للجن، بل نسب إلی الإمام الأعظمؒ أنہ قال: لایدخل الجن الجنۃ، وغایۃ ثوابہم النجاۃ من النار، ولعل ہذہ النسبۃ غیر صحیح.''. (۶۶)

چوتھی دلیل:

غیر مقلدین صوفیاء اور اتقیاء کا نام تک سننا گوارہ نہیں کرتے، جبکہ موصوف اپنی کتب میں صوفیاء پر اعتراضات کے نہایت شدومد سے جواب دیتے ہیں:

''قلت: ہذا التعصب کثیر فی أصحاب الظواہر، فإن عقولہم قصرت عن إدراک حقائق الصوفیۃ، فأنکروا علیہم حتی کفروہم، ومن نظر فی مؤلفات الصوفیۃ ظہر أنہم منصورون منصبغون بصبغۃ النبی ﷺ ولذلک اعترف کثیر من العظماء العلماء المتشرعین بکمال مراتب الصوفیۃ وتقربہم إلی اللہ سبحانہ.''۔ (۶۷)

اصحاب ظواہر سے یہی غیر مقلدین مراد ہیں کہ ان میں تعصب بہت ہوتا ہے۔

پانچویں دلیل:

لامذہبیت (غیر مقلدیت) بیعت طریقت کو شرک بتلاتی ہے، جبکہ علامہ خود سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر شیخ ہیں، آپ کا مختصر شجرۂ طریقت ہدیۂ ناظرین ہے:

مولانا عبد العزیز پرہاڑویؒ خلیفہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی خلیفہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی خلیفہ حضرت فخر الدین محدث دہلوی خلیفہ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی خلیفہ شاہ کلیم اللہ خلیفہ مولانا یحییٰ مدنی، مولانا مدنی سے یہ سلسلہ ان کے خاندان سے ہوتا ہوا علامہ کمال الدین تک پہنچتا ہے، اور وہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے اور وہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء اور وہ بابا فرید شکر گنج اور وہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اور وہ شاہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے خلیفہ تھے، اور یہ سلسلہ چشتیہ آگے چل کر حضرت ممشاد دینوریؒ، حذیفہؒ، ابراہیم بن ادہمؒ، عبد الواحدؒ، حسن بصریؒ، پھر حضرت علیؓ کے واسطے سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ (۶۸)

چھٹی دلیل:

علامہؒ اپنی مشہور اور آخری تصنیف ''النبراس'' میں غیر مجتہد کے متعلق لکھتے ہیں:

''ثم من لم یکن مجتهدا وجب علیه اتباع المجتهد......پھر چند سطور کے بعد تحریر فرماتے ھیں: فاتفق العلماء علی إلزام المقلد مجتهدا واحدا، ونظروا فی عظماء المجتهدین فلم یجدوا فی أهل التدوین منهم کالعلماء الأربعة......''۔ (۶۹)

ساتویں دلیل:

اس سے بھی بڑھ کر مولانا کی وہ عبارت دلیل ہے، جو اسی کتاب میں مذکور ہے، مقلد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **''والمقلد من لا یستدل علی الحکم، ولکن یعتقده کاتباعنا فی الفقه أبا حنیفةؒ''**۔ (۷۰)

اس سے بڑھ کر موصوف کے حنفی اور کٹر حنفی ہونے کی اور کیا دلیل پیش کی جاسکتی ہے؟!۔

آٹھویں دلیل:

اور تقریباً ۸ جگہ اپنی کتاب ''**کوثر النبی**'' میں امام صاحبؒ کو ''**إمامنا الأعظمؒ**'' اور ''**إمامنا أبی حنیفةؒ**'' کہا (۷۱)، اور اپنی کتاب ''**الناهیة**'' میں بھی ''**إمامنا الأعظم**'' لکھا ہے۔ (۷۲)

تو بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اولاً تو یہ رسالہ اور مسئلہ مصنف کی طرف غلطی سے منسوب ہوا ہے، اگر بفرض ومحال یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ اس مسئلہ کی ان کی طرف نسبت صحیح ہے، تب اس کی وہ توجیہ ہوگی، جو اس مسئلہ کے تحت ہم بیان کر چکے، اگر کسی کو وہ توجیہ بھی ناقابل قبول ہو، تب اس کے لئے چند موٹے موٹے دلائل ذکر کئے ہیں، تاکہ عینک لگائے بغیر عقل کے اندھوں کو نظر آجائے۔

وفات:

موصوف علوم دینیہ کی تدریس، بیعت وارشاد اور طب کا کام بیک وقت کرتے تھے، تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، اور حیرت یہ ہے کہ عمر صرف تیس ۳۰ برس تھی، ۱۲۳۹ھ میں انتقال فرمایا، (۷۳) مولانا موسیٰ روحانی بازیؒ نے مولانا غلام رسول دیروی صاحبؒ کا بیان نقل کیا ہے کہ مرحوم کے معاصر شیخ احمد دیروی نے علامہ پر سحر کرادیا تھا، پہلے پہل مولانا اسے عام مرض سمجھے، جب حقیقت کھلی تو وقت گزر چکا تھا، تو موصوف کہنے لگے: ''کاش کہ مجھے پہلے پتہ چلتا تو میں اس کا توڑ کردیتا''۔ (۷۴)

مولانا محمد برخوردار بن مولوی عبد الرحیم ملتانی لکھتے ہیں: ''**وألف هذا الکتاب "النبراس" فی ۱۲۳۹ھ، وعاش بعده قلیلاً – رحمه اللهؒ**''۔ (۷۵)

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ نے بھی یہی لکھا ہے: ''**مات بعد سنة ۱۲۳۹ھ بقلیل**''۔ (۷۶)

''**کتاب معدل الصلوة**'' پر ان کی تاریخ وصال کے بارے میں لکھا ہے: ''**عبد العزیز بن أحمد الفریهاری الملتانی المتوفی إلی رحمة الله قبل الأربعین سنة بعد مضی مئتین وألف هجرة ......**''۔ (۷۷)

ڈاکٹر سیالوی صاحب نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (۷۸)

اور علامہ عبد الفتاح ابوغدہؒ نے ان کی تاریخ وفات ۱۲۴۱ھ بعمر ۳۲ سال لکھی ہے۔ (۷۹)

صاحب ''**نزهة الخواطر**'' نے ان کی تاریخ وسن فات سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ (۸۰)

واللہ اعلم بالصواب

مراجع ومصادر

(۱) دیکھئے: الزمرداز مؤلف، طبع: حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور، مطبع رفاہ عام بابونور الحق، سن طباعت: ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء۔

(۲) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، صفحہ: ۲۵۵۔ ڈاکٹر محمد شریف سیالوی: ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

(۳) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، صفحہ: ۲۵۵۔ ڈاکٹر محمد شریف سیالوی: ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

(۴) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۲۔ اور دیکھئے: مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص: ۱۰۴۰۔

(۵) دیکھئے: الزمرداز مؤلف، ص: ۱۳۵، طبع: حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور، مطبع رفاہ عام بابونور الحق، سن طباعت: ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء۔

(۶) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶۔

(۷) تفصیل کیلئے دیکھئے: تہذیب الکمال للمزی: ۱۵/ ۴۴۴، ترجمہ لیث بن سعد: قول امام شافعی، طبع: دار الفکر بیروت، سن طباعت: ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

(۸) دیکھئے: مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی، مقالہ بنام مولانا انور شاہ صاحب، معارف اعظم گڑھ، ص: ۳۴۱، شمارہ نمبر: ۵، جلد نمبر: ۱۰۰، طبع: اعظم گڑھ۔

(۹) مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع للفرھاروی، ص: ۱۰۹، کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

(۱۰) بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا ص: ۱۰۴۰۔

(۱۱) بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا ص: ۱۰۴۰، اور القلم: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶۔

(۱۲) بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶، وص: ۴۸ وص: ۶۸ تا ۶۹۔

(۱۳) بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا ص: ۱۰۴۰، اور القلم: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶۔

(۱۴) بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا ص: ۱۰۴۰، اور القلم: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶ تا ۲۵۷۔

(۱۵) بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶۔

(۱۶) مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع للفرھاروی، ص: ۱۰۵، کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

(۱۷) بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶۔

(۱۸) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۷۔

(۱۹) معدل الصلاۃ از علامہ محمد بن پیر علی المعروف ببرکلی (المتوفی: ۹۸۱ھ)، ص: ۱۶، طبع: مکتبہ سلفیہ قدیر آباد ملتان، سن طباعت: ۱۳۲۸ھ۔

(۲۰) السر المکتوم مما أخفاہ المتقدمون للفرھاروی، حاشیہ صفحہ: ۱۴، طبع: العزیز اکیڈمی، کوٹ اڈو، ضلع مظفر گڑھ، مصنف کی کتاب "رسالۃ الأوفاق" کے ساتھ غالباً ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوئی۔

(۲۱) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۷۔

(۲۲) القسطاس: ۲، مطبع خضر مجتبائی، ملتان، سن طباعت: ۱۳۱۸ھ۔

(۲۳) نزھۃ الخواطر: ۷/ ۲۸۳، طبع دوم، سن طباعت: ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ھند۔

(۲۴) حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص: ۲۲۷، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

(۲۵) تعلیقات الرفع والتکمیل از شیخ عبد الفتاح ابوغدہ، ص: ۲۸۹، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲۶) حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص: ۲۲۷، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

(۲۷) مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع للفرھاروی، ص: ۱۰۹، کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

(۲۸) بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا ص: ۱۰۴۰۔

(۲۹) نزھۃ الخواطر: ۷/ ۲۸۳، طبع دوم، سن طباعت: ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ھند۔

(۳۰) حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص: ۲۲۷، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

(۳۱) القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۶۹۔

(۳۲) حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص: ۲۲۷، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

(۳۳) نزھۃ الخواطر: ۷/ ۲۸۳، طبع دوم، سن طباعت: ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ھند۔

(۳۴) بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا ص: ۱۰۴۰۔

(۳۵) کوثر النبی: ۱۱۲، مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

(۳۶) بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص: ۲۵۱، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

(۳۷) بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶ و ۴۷۔

(۳۸) جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان، مؤلف: حافظ نذر احمد، ناشر: مسلم اکیڈمی، نذر منزل ۲۹/ ۱۸ محمد نگر، علامہ اقبال روڈ لاہور، تاریخ اشاعت: محرم ۱۳۹۲ھ/ مارچ ۱۹۷۲ء۔

(۳۹) دیکھئے: فہرست مخطوطات سندھ آرکائیوز: ۱/ ۱۴۷، خزانہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، مرتب: ڈاکٹر مولانا سومرو محمد ادریس سندھی، اشاعت اوّل، سن طباعت: ۲۰۱۲، انفارمیشن اینڈ آرکائیوز ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف سندھ، کراچی۔

(۴۰)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۲۵اور۲۶۶۔
(۴۱)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۹۔
(۴۲)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۹۔
(۴۳)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۸۔
(۴۴)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۹۔
(۴۵)حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص:۲۲۷،الطبعۃ السابعۃ،سن طباعت:۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء،ادارۃ التصنیف والادب،لاہور، پاکستان۔اور دیکھئے:القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۹۔
(۴۶)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۹۔
(۴۷)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۸،اور دیکھئے:نزھۃ الخواطر:۷/۲۸۳،طبع دوم،سن طباعت:۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء،مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد دکن،ھند۔
(۴۸)حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص:۲۲۷،الطبعۃ السابعۃ،سن طباعت:۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء،ادارۃ التصنیف والادب،لاہور، پاکستان۔
(۴۹)القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۸اور۲۶۹۔
(۵۰)تاریخ مشائخ چشت،خلیق احمد صاحب نظامی،ندوۃ المصنفین اردو بازار دہلی،طبع اول:۱۳۷۲ھ رمضان المبارک،۱۹۵۳ء،مئی۔
(۵۱)نزھۃ الخواطر:۷/۲۸۴،طبع دوم،سن طباعت:۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء،مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد دکن،ھند۔
(۵۲)مناظرۃ الجلبی فی علوم الجمیع للفرھاروی،ص:۱۰۹،کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۵۳)نزھۃ الخواطر:۷/۲۸۴،طبع دوم،سن طباعت:۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد دکن،ھند۔
(۵۴)دیکھئے:القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۰۔
(۵۵)معدل الصلاۃ از علامہ محمد بن پیرعلی المعروف ببرکلی(المتوفی:۹۸۱ھ)،ص:۱۶،طبع:مکتبہ سلفیہ قدیرآباد ملتان،سن طباعت:۱۳۲۸ھ۔
(۵۶)تفصیل کے لئے دیکھئے:المقدمات البنوریۃ علی المؤلفات العربیۃ والفارسیۃ والأردیۃ للمحدث الکبیر علامۃ العصر الشیخ محمد یوسف البنوری:۲۸،ط:المکتبۃ البنوریۃ بنوری ٹاؤن کراتشی سنۃ:۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء، پاکستان۔
(۵۷)معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی،ص:۱۴۔
(۵۸)کوثر النبی:۸۱،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۵۹)بحوالہ حقیقت فقہ از صادق سیالکوٹی،ص:۱۸۔
(۶۰)کوثر النبی:۵۴،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۶۱)کوثر النبی:۳۷،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۶۲)کوثر النبی:۵۳،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۶۳)کوثر النبی:۵۰،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۶۴)معرفۃ أنواع علوم الحدیث للحاکم النیسابوری:۱۷۸،ط:دار الکتب العلمیۃ بیروت،لبنان،الطبعۃ الثانیۃ:۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء۔
(۶۵)کوثر النبی:۹۰اور۹۱،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۶۶)النبراس از مؤلف،ص:۲۸۹،یہ شرح القسطاس حاشیہ کے ساتھ مطبع خضر مجتبائی شہر ملتان سے شائع ہوئی۔
(۶۷)کوثر النبی:۱۰۱،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۶۸)تاریخ مشائخ چشت،خلیق احمد صاحب نظامی،ندوۃ المصنفین اردو بازار دہلی،طبع اول:۱۳۷۲ھ رمضان المبارک،۱۹۵۳ء،مئی۔
(۶۹)النبراس از مؤلف،ص:۱۰۹،یہ شرح القسطاس حاشیہ کے ساتھ مطبع خضر مجتبائی شہر ملتان سے شائع ہوئی۔
(۷۰)النبراس از مؤلف،ص:۵۷،یہ شرح القسطاس حاشیہ کے ساتھ مطبع خضر مجتبائی شہر ملتان سے شائع ہوئی۔
(۷۱)کوثر النبی،مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں)شائع ہوئی۔
(۷۲)الناھیۃ عن طعن امیر المومنین معاویہؓ از مولف،ص:۷۰،طبع:استانبول ترکی،سن طباعت:۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء،پھر اسی کتب خانے نے ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء دوبارہ شائع کی۔
(۷۳)بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا،ص:۱۰۴۰۔
(۷۴)حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص:۲۲۸،الطبعۃ السابعۃ،سن طباعت:۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء،ادارۃ التصنیف والادب،لاہور، پاکستان۔
(۷۵)حاشیۃ القسطاس علی النبراس از مولوی محمد برخوردار بن مولانا عبدالرحیم،ص:۲،طبع:مطبع خضر مجتبائی شہر ملتان۔
(۷۶)حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص:۲۲۷،الطبعۃ السابعۃ،سن طباعت:۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء،ادارۃ التصنیف والادب،لاہور، پاکستان۔
(۷۷)معدل الصلاۃ از علامہ محمد بن پیرعلی المعروف ببرکلی(المتوفی:۹۸۱ھ)،ص:۱۵،طبع:مکتبہ سلفیہ قدیرآباد ملتان،سن طباعت:۱۳۲۸ھ۔
(۷۸)دیکھئے:القلم: جلد:۵،شمارہ:۵،ص:۲۶۰۔
(۷۹)تعلیقات الرفع والتکمیل از شیخ عبدالفتاح ابوغدہ،ص:۲۸۹،قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۸۰)نزھۃ الخواطر:۷/۲۸۵،طبع دوم،سن طباعت:۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد دکن،ھند۔